استاد العلماء مخدوم محمد معین ٹھٹوی
مترجم: ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی

ترجمہ مطارحات التحقیق فی برہان التطبیق

برہان التطبیق کے سلسلے میں تحقیقی مناظرات

میں کہتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ ہے اور وہی اچھا مددگار ہے، قوشجی نے اپنے قول میں کہا ہے "پھر اس لیے فلاسفہ گئے ہیں" فلاسفہ کے جانے کے لیے کوئی وجہ نہیں ہے یعنی اس لیے جو اس نے کہا ہے کیونکہ وہ نفوس غیر متناہیہ کے وجود کے قائل ہیں اور وہ غیر متناہی کی استحالت کے مطلقاً قائل نہیں ہیں اور مذکور دلیل ان کے لیے ظاہر نہیں ہوا بلکہ وہ شارح کی نقص کے خواص میں سے ہے جس طرح اس کی طرف اپنے اس قول "مجھے یہاں کلام ہے اھ" سے اشارہ کیا ہے۔ پھر ان سے متکلمین پر معلومات اللہ تعالیٰ کا نقض سنا جائے گا۔

اور یہ نہ کہا جائے کہ یہ ان سے علۃ مذکورہ کے قول کی نفی ہے اور نفی سے مطلقاً منافی نہیں ہے اور بعض فضلا سے یہ تصریح واقع ہوئی ہے کہ انھوں نے علم بسیط کا قول اس لیے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کو تعدد سے منزہ کرنا ہے اور جب ان سے بساطت علم کے ساتھ نقض ثابت ہوتا ہے تو ان سے معلومات تعالیٰ کو لے کر متکلمین پر نقض متصور نہیں ہوتا کیونکہ ہم ان کی رائے کے حافظ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے قول کے متبع ہیں ہر اس میں جو کہتے ہیں بلکہ ہماری حاجت کی غایت اس کی حفاظت ہے جس کو محقق عارفین نے خیال کیا ہے جس کی بناء پر مجتمعات غیر مرتبہ میں لاتناہی کے جواز پر بنا ہے جیسا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کے علم کو تعدد سے منزہ رکھنے کی بناء پر جو بساطت کے قائل ہوئے ہیں میرے پاس اس کا معنی اس کے حصر کا تنزہ ہے اس میں جیساکہ ہمارا علم ہے عدم جواز تعدد مراد نہیں ہے تو وہ بھی اس میں محققین عارفین کے موافق ہو گئے جن کا علامہ نے اپنے اس قول جیساکہ اس کی طرف محقق سے ارادہ کیا ہے پھر تحقیق انھوں نے کہا ہے کہ بحث مطلق جو ذات کا ہے اس سے علم کا تعلق اصلاً نہ ہوگا چاہے وہ واجب کا علم ہو یا ممکن کا علم ہو پھر اس کی انھوں نے توجیہہ کی ہے اور کہا ہے کہ علم جیساکہ وہ مشہور ہے اہل کلام کے متاخرین کے ہاں واجب کرتا ہے۔ معلوم میں کثرت کی جہت کو اگرچہ وہ اعتباری ہو اس لیے علم کی شان کے متعلق کہا گیا ہے کہ علم کثیر کو واحد بناتا ہے اور واحد اور احدیت کو کثیر بناتا ہے وہاں کثرت نہیں ہے کیونکہ اعتباری کیوں نہ ہو تو اس سے علم کا تعلق نہ ہوگا۔ اس میں ان کے اساطین فلسفہ اولی نے موافقت کی ہے۔ مفتاح الحکمہ میں ہے افلاطون نے کہا ہے کہ نہیں ہے علم مگر دوسرے کا اور دوسرے کے ساتھ اور ارسطو نے کہا کہ ہے کہ بحث علم سے مطلقا بری ہے پھر انھوں نے اس کا استدراک کیا ہے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو معرفت بسیط وجدانی سے جانتا ہے میں کوئی تعدد نہیں ہے جو اس مرتبہ مقدس کے منافی ہو پھر انھوں نے بساط کو ثابت کیا ہے۔ ایسے ادراک ہیں جس کو وہ معرفت کا نام دیتے ہیں علم کے مقابلے میں مدرک خاص کے اندر اور وہ البحث کا مرتبہ ہے کیونکہ علم جس سے یہاں مراد ادراک ہے جس میں کثرت کی جہت ہے ایسے علم کا تعلق اس حضرت سے نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم مطلقا ہر اس چیز میں جس سے اس کا تعلق ہے بسیط ہے اس میں تعدد جائز نہیں ہے۔ پس اللہ سبحانہ اشیاء کو دو علموں کے ساتھ جانتا ہے۔ ایک بسیط اجمالی اور دوسرا متعدد تفصیلی پھر یہ جواب جیساکہ بعض فضلا نے کہا ہے شبے کے مادے کی بیخ کنی نہیں کرتا کیونکہ کلام کو علم تفصیلی کی طرف نقل کریں گے پھر لازم آئے گا کہ اس کی معلومات مفصلہ متناہی ہیں کیوں کہ اس میں متکلمین کی رائے پر تطبیق متصور ہے ورنہ برہان منتقض ہو گا۔ علم تفصیل کی اللہ تعالیٰ سے نفی اور اس کے اشیاء کا حصر مطلقا اجمالی میں منتقض ہے اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں ہے کیونکہ اجمالی

تفصیل کی مونتہ کے لیے کافی نہیں ہے اور اجمالی کے انداز سے جہل لازم آئیگا۔ اللہ اِس سے منزہ اور بلند ہے اس لیے امام نے کہا ہے کہ علم اجمالی کی تفصیل کے جہل کو لازم کر لیتا ہے کیونکہ وہ بالفعل علم نہیں ہے اور قوت کمال میں انتظار کو لازم کر لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات ان سے منزہ ہیں اور جس نے اجمال کا تفصیل کے لیے قوت ہونے سے انکار کیا ہے اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ علم بالتفصیل بالفعل ہے بلکہ اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ اجمال دو امروں کے درمیان ایک امر ہے۔ پھر وہ قوت محض بھی نہیں ہے اور نہ ہی فعل محض ہے۔

بہر حال جس نے کہا ہے کہ اجمال علم بالفعل ہے تفصیل کے ساتھ بلا کسی فرق کے اِس نے اس انکار کے ساتھ گویا ہدایت کا انکار کیا ہے۔ خاص طور سے متکلمین آپ نے یہ کہکر کہ اللہ تعالیٰ کا علم کلیات اور جزئیات کا احاطہ کرتا ہے مع وصف جزئیات کے تمہارے لیے یہ کیسے جائز ہوا کہ تم نے اِس سے علم تفصیلی کو سلب کیا ہے اِس کا جواب بساطت کا التزام ہے جیساکہ اس سے علامہ نے متسلک کیا ہے۔ اِس کے لیے صواب کی طرف کوئی وجہ نہیں ہے اور دو چیزوں میں کوئی ایک چیز لازم آتی ہے یا تو اللہ تعالیٰ کی معلومات کی تناہی یا برہان کا انتقاض تا حال باقی ہے اور وہ اپنے مقال میں اِس کے اشکال کے حل میں سالم ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم بسیط ہے، اِس بات کو ہم نہیں مانتے کہ جس سے علم بسیط کا تعلق معلومات سے ہو تو وہ بالضرور متناہی ہوں گی۔ پھر اگر نقض سے جواب کا مدار یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معلومات متناہی ہیں جیساکہ بعض جہال فلاسفہ اِس میں گمراہ ہوئے ہیں جس طرح علامہ نے نقل کیا ہے ان میں سے یا یہ دعویٰ کہ وہ معلومات ایک حد تک ٹھہرنے والے نہیں ہیں جیساکہ اس میں تم میں سے بعض متکلمین گمراہ ہوئے ہیں۔
اور آخر میں حکیم کے اس قول کو تسلیم کیا ہے کہ جو چیزیں وجود میں مجتمع نہیں ہیں ان میں برہان تطبیق کا جاری نہ ہوگا۔ تب جواب میں علم کی بساطت کو ظاہر کرنا لغو ہے اِس کی اصلا حاجت نہیں ہے اگرچہ اس کا مبنیٰ تمسک بالبساطۃ ہو اس کے تسلیم کرنے

کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے معلومات غیر متناہی ہیں جیسا کہ سوال جواب کی تحریر سے یہ نفس کی طرح ہے سلامت سے۔ پھر کلام کو نقل کیا جائے علم بسیط کے معلومات کی طرف کیونکہ ان معلومات غیر متناہیہ کے لیے تحقیق کے طریقے ضروری ہیں کیونکہ وہ نفس الامر میں امور محقق ہیں اور وہ ظرف وجود خارج نہیں ہے کیونکہ متکلمین جو کہ حدوث عالم کے قائل ہیں ان کا اتفاق ہے کہ حوادث غیر متناہیہ محققہ موجود کا خارج میں وجود ممتنع ہے تب یہ معین ہوا کہ ان کے تحقق کی طرف وجود علمی الٰہی ہے کیونکہ علم کی بساطت موجودات غیر متناہیہ کے علم میں متحقق ہونے کے منافی نہیں ہے اور یہ مدعیٰ نہیں ہے تمہارا صرف دعویٰ یہ ہے کہ بسیط مجمل میں تطبیق کا جریان نہ ہوگا۔ کیونکہ تطبیق کا مدار آحاد کی تفصیل پر ہے اور تم ذہن میں معلومات کے وجود کا انکار کس طرح کروگے علم بسیط میں حالانکہ تم نے اس کی تصدیق کی ہے مدرکات قطعہ سے ہمارے لیے علم بسیط جو کہ ہمارے پاس حاصل ہوتا ہے کسی مسئلہ کے سوال پر کے وقت مشتمل ہے۔ تفصیل پر جو کہ اس کے بعد حاصل ہوتا ہے تو وہ غیر ہے ملکہ کا جواب پر قدرت ہوتی ہے کیونکہ یہ ملکہ سوال سے پہلے حاصل ہوتا ہے اور یہ (علم بسیط) ایک بسیطہ حالت ہے جو سوال کے بعد واقع ہوتی ہے یہ معنی ہے اس کا جو کہ نقض کی عبارت میں واقع ہوا ہے کہ علم بسیط کل پر شامل ہے جیسا کہ نوات درخت پر مشتمل ہے۔ ختم ہوتی عبارت فاضل سیالکوٹی کی بعینہا اور وہ خلاصہ ہے اس کو جس کو شارح تجرید وغیرہ نے ذکر کیا ہے مکتب صناعت کے اصحاب میں سے اور تفصیل کے وجود میں کوئی شک نہیں ہے جو تفصیل مسئلہ کے سوال کے بعد مسئول کے ذہن میں واقع ہوتی ہے تو پھر بداہت کے طور پر ثابت ہوا معلومات کا وجود علم اجمالی بسیط کے ساتھ عالم کے ذہن اور اس کے علم میں چاہے وہ معلومات متناہیہ لیے جائیں جیسا کہ اذہان اسافلہ میں ہے یا غیر متناہی ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

ہاں باقی یہ بات رہی کہ وہ معلومات کیا ان میں تطبیق جاری ہوگی تو اس کی تناہی واجب کے معلومات میں لازم آئے گی پھر یا تو اس کا التزام کیا جائے گا جس سے

اللہ تعالیٰ کی پناہ یا ان میں برہان کے انتقاض کا اعتراف کیا جائے گا یا ان میں تطبیق جاری نہ ہوگی تو ان کے ساتھ نقض سے جواب تام ہو جائے گا۔ ساتھ ان کے لاتناہی کے ایمان اور تسلیم کرنے کے، پھر علامہ نے جواب کا قصد کیا ہے کہ انہوں میں تطبیق کے جریان کو منع کیا ہے جیسا کہ گزرا تو پھر ہم کے آمنے سامنے آئیں گے یہاں اے معلومات میں تطبیق کے جریان میں اس کے بعد کہ ہم نے ان کا آمنا سامنا کیا تھا اس مسئلہ میں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے علم کا بسیط اجمالی میں حصر کیا تھا اس حصر کو تسلیم کرتے ہوئے ہم استاذ سے پوچھتے ہیں کہ اے استاذ متبع اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی معلومات سے نفع عطا کرے کیا اس کو آپ اعتقاد کرتے ہیں کہ علم بسیط اجمالی مفصلات کا علم بالفعل ہے یا اس کا آپ اعتقاد نہیں کرتے اور اس کو قوت بحث خیال کرتے ہیں دوسری شق پر باری تعالیٰ کے علم میں جب اس کا بسیط میں حصر کریں گے (اور وہ وہی ہے جس میں بعد تسلیم کے کلام واقع ہوا ہے) جواز قوۃ صرفہ کا لازم آئے گا جو کہ جہل کو مستلزم ہے بالفعل، اللہ تعالیٰ سے اس سے عظیم اور بلند ہے تب ضروری ہے کہ شق اول کا اعتقاد رکھا جائے گا بلکہ علم محیط ہے اس سے تیرے قول میں درمیان ان مباحث کے قوت مذکورہ کو گرانے کے لیے۔

پس اگر تو کہے کہ علم اجمالی بالفعل علم نہیں ہے بلکہ بالقوۃ علم ہے تو محذور لازم آئے گا یعنی لزوم جہل کا اللہ تعالیٰ پر ہم جواب میں کہیں گے کہ اپنی جگہ پر ثابت ہوا ہے کہ علم اجمالی علم بالفعل ہے پورا ہوا تیرا کلام پھر اگر تیرا علم بالفعل سے یہ ارادہ نہیں ہے کہ وہ علم بالفعل ہے مفصلات معلوم کا اجمالی سے تو وہ شبہ جو "اذا قلت" سے شروع ہوا تھا اس کے دفع کرنے میں تیرے لیے نافع نہیں ہے اور فعلیت علم اجمال کی بساطت کی صورت میں بدیہی ہے اور اس کے علوم میں مبحث نہیں ہوتا تو اس کے بعد تیرا یہ قول "وہ عقل بسیط ہے جس کو فلاسفہ مستفاد کہتے ہیں یعنی ہمارے نفوس کے لیے مبادی عالیہ سے اور تفصیل یعنی علم تفصیل وہ صرف نفس کے لیے ہے اس حیثیت سے کہ وہ نفس ہے انتہی، قطعاً علم اجمالی کی تفصیل ہے یہ اس کے قول علم بالفعل کی تصویر نہیں ہے

کیونکہ اس کا بطلان بدیہی ہے جیساکہ تو نے معلوم کیا تو پھر تو نے اقرار کیا اور منادی کی موجودات مفصلہ کی تحقیق کی اللہ تعالیٰ کے علم اجمال میں نفس الامری تحقیق بلکہ تحقیق گزر چکا ہے کہ تحقیق ہم میں بھی ہوتا ہے تحقیق فی الواقع اور تم جو تطبیق کے جریان کا مطلقً قائل ہو تمھارے متقدمین سے تصریح واقع ہوئی ہے۔ بلکہ اسے علامہ تیرے سے بھی اور تمھارے متاخرین سے یہاں تک کہ اپنے زمانے میں ائمہ معقول کے پیشوا سید عارف سعد اللہ سورتی سے شرح عقائد صوفیہ میں کہ ہر وہ شئ جس کے لیے مبدأ محقق ہوتا ہے موجودات سے اور وہ ابیاب الاغوال کی طرح مخترع محض نہیں ہوتا جس میں برہان تطبیق جاری ہو اور کوئی عقلمند اس میں شک نہیں کرتا کہ وہ جن میں ہم کلام کر رہے ہیں معلومات مفصلہ علم اجمالی میں یہ وہ ہیں جن کے لیے مبدأ محقق ہے اور وہ اجمال ہے اور مفصل کا علم مجمل میں مندرج ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور وہ مجمل بھی ایسا کہ مرتبہ تفصیل بالفعل سے بہت سا قرب رکھتا ہے۔ اندراج درخت سے گٹھلی میں کیونکہ اندراج استعدادی بحث ہے۔

محققین نے کہا ہے کہ وہ مرتبہ ہے درخت کے وجود کے مراتب میں سے بلا کسی اعتبار اور وہم کے محقق ہے تو پھر اس میں اولویت کے طور پر اجمال کا تفصیل کے لیے مبدأ ہونا حتماً ثابت ہوتا ہے پھر وہ اس قبیل سے ہے اندراج اجزاء غیر متناہیہ کا جسم میں اس کے مذہب پر ہو جس نے جزء لایتجزی کو باطل قرار دیا ہے اگرچہ اس کی تفصیل خارج میں منع ہے بلکہ وہم میں کیونکہ اس کے وجود اندراجی کا حکم کرتا ہے اور اس کے عدم تناہی کا بھی ایسے دلیل سے جو اس کا مقتضی ہے تو وہ دلیل اس کے اعتبار کا مبدأ ہے تو وہ غول بیابانی کے ڈاڑھوں کی طرح (مخترع محض) نہ ہوگا پھر اگر اس کو متکلم کی رائے پر برہان تطبیق سے باطل کیا جائے تو اس پر اتفاق سے ہم مرحبا کہتے ہیں لیکن یہ جریان تطبیق امر مختلف فیہ ہے بلکہ پچھلے براہین سے باطل ہے دلیل ابطال کا معارضہ نہیں کیا جاتا کس طرح ہو حالانکہ جزء کا ابطال ائمہ متکلمین کے پیشوا حجۃ الاسلام غزالی کا مذہب ہے (اللہ ہمیں اسی کے سر سے مقدس کرے)

اس پر بنا کیا ہے۔ روح کا تجرد اپنی کتاب عبر اہل پر اس کا بحل کیا جائے۔ المضنون علی غیر اہلہ اور کہا کہ جزء لا یتجزی باطل ہے۔ عقلی اور ہندسی دلائل سے اور اس میں موافقت واجب ہے ہر اس کی جو کہ تجرد روح کا قائل ہوا ہے۔ صوفیائے کرام اور ائمہ کلام سے جیسا کہ ابو منصور ماتریدی اور راغب تو یہ (اعلام) حکماء کی موافقت کرتے ہیں اس میں کہ جس کے لیے وجود مفصل نہیں ہے اس میں تطبیق جاری نہیں ہوتی اگرچہ اس کے لیے مبدأ اور منشاء انتزاع ہو فاضل کی متقدمہ عبارت میں اس کی تصریح گزر چکی جس طرح انھوں نے کہا "مبدا تفصیل جو کہ اس کے بعد واقع ہوئی ہے اور ہم اس کی طرف کیسے محتاج ہوں گے ایسے خصم سے جس نے خود اس کا اقرار کیا ہے۔ علم واجب اور ممکن میں اور وہ اس قول میں متصل ہے اس سے جو گزرا اس کا نقل اس سے انھوں نے کہا بتعقل اجمالی باری تعالیٰ کے لیے وہی علت ہے تصور تفصیلیہ کے لیے خارج میں۔

تیرے لیے جائز ہے کہ تو یہ کہے کہ تعقل اجمالی ہم میں بھی مبدا ہے۔ امور تفصیلیہ کے لیے ہمارے اذہان میں پوری ہوئی اس کی عبارت بعینہا پس تحقیق ثابت ہوا اجمال میں وجود مفصل کا وجود محقق مبدا محقق سے اس میں تمہارے ہاں برہان جاری ہوتا ہے تو لازم آئے گا لا محالہ معلومات باری تعالیٰ کی تناہی یا انتقاضی تو پہلا باطل ہے قطعاً پھر دوسرا متعین ہوگا اور وہ مطلوب ہے پھر جس نے اس کو محکم کیا جس کو فیض الٰہی نے عطا کیا وہ جان لے گا کہ جو کچھ علامہ نے کہا سائل اور مجیب ہو کر اپنے قول سے اور پس اگر تو کہے کہ اللہ تعالیٰ کی معلومات میں تطبیق جاری ہوگی۔ میں کہوں گا کہ حدوثِ عالم کی تقدیر پر ممکنات جو کہ متصف ہوں وجود خارجیہ کے ساتھ وہ متناہی ہیں۔ کیونکہ حوادث کے لیے مبدأ ہوتا ہے اور مستقبل میں ہونے والے حوادث لا تناہی کے مبلغ کو نہیں پہنچتے کیونکہ وہ غیر متناہیہ نہیں ہیں اور اگر وہ کسی حد تک واقف نہیں ہیں تو تطبیق اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کے موجود ہونے سے ہے تو یہ وہاں سب متحد ہیں ان میں کوئی متکثر نہیں ہے اور اگر اس کے خارج میں موجود ہونے کی حیثیت سے دیکھا جائے

تو یہ سب متناہی ہیں انتہی۔ یہ غیر مستقیم ہے کیونکہ تونے جان لیا ہے کہ برہان ان چیزوں میں جاری ہو سکتا ہو جن کا وجود اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور تم پر یہ نہیں گزرتا کہ اس کا یہ قول "تحقیق حوادث ان کے لیے مبدا ہے فتوحات میں شیخ اکبر کی تصریح کے خلاف ہے کہ عالم اپنے حدوث کے ساتھ قطعاً اس کے لیے اس کے موجد اللہ تعالیٰ کوئی حد نہیں ہے جس سے وہ حادث ہوا ہو۔ اور ایسا حکم کرنا وہی حکم ہے وہ زمانہ کے استعداد سے پیدا ہوتا ہے اس کے لیے جس کو حقائق تے نفس الامر کے مطابق معرفت نہ کی ہو ہم نے اس میں اطناب کیا اور ہم آپ وہ کلام میں اس کی مجمل تصویر کی طرف اشارہ کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور اے مخاطب تو اس کے قول سے غافل مت ہو" اگرچہ وہ کسی حد تک کھڑے ہونے والے نہ ہوں" کیونکہ یہ جواز تسلسل لاتقضی حکیم رائی پر اقرار ہے ساتھ اس کے جو تیکم سے گزرا ہے کہ تطبیق ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے امور میں جاری ہوتی ہے یہ نہیں ہے مگر توم کا ڈگمگانا اور اپنے موطن پر مضبوطی سے جما نہ رہنا۔

تیسرا نقض اللہ تعالیٰ کے مقدرات غیر متناہیہ سے ہے کہ ان میں دونوں سلسلوں کو تطبیق دیں اور اس کی تطبیق میں کام چلائیں تاکہ خلف ظاہر ہو تو پھر جو اس تطبیق کے مطلقاً جریان کا قائل ہوا ہے ہر مجتمعۃ الوجود اور متعاقبۃ الوجود (جن کا وجود ساتھ ہو یا ایک دوسرے کے بعد ہو) اس پر لازم آتا ہے دو باتوں میں سے ایک یا تو مقدورات باری تعالیٰ کی تناہی یا برہان کا انتقاض۔ پہلا قطعاً باطل ہے تو دوسرا متعین ہوا اور وہی مطلوب ہے اور اس نقض سے ان میں کسی مجیب نے بھی جواب نہیں دیا مگر یہ کہ مقدورات میں لاتناہی صرف اس معنی سے ہے کہ وہ کسی حد تک ٹھہرنے والے نہ ہوں اور یہ جائز ہے اور ممتنع وہ ہے جو غیر متناہی وجود میں داخل ہوں اور تم خبردار ہو کہ وہ جریان کے اطلاق کی تقیید ہے جو وجود میں جمع ہونے والی چیزوں میں ان کا ملتزم ہے اور یہ ہے مذہب تسکیم کے کا اقرار ہے جس کا جواب غیر اور مشکل ہے اور انھوں نے جو کل میں تطبیق کے جریان کا اطلاق کے طور پر کہا ہے اس سے یہ رجوع ہے۔

پھر اگر تو یہ سوال کرے کہ جس نے معلومات باری کو غیر متناہی کہا ہے اس پر تغلیظ اھ

شدت سے کام لیا ہے اور یہ عدم تناہی کسی حد تک نہ ٹھہرنے کے معنی میں ہو تو پھر تیرا کیا قول ہے اس معنی کو مقدرات کی طرف نسبت کرنے میں میں کہوں گا کہ جمہور کی رائے پر دونوں میں بہت دوری ہے کیونکہ تحقیق پہلا جہل کو لازم کرتا ہے۔ رب العالمین اس سے بہت بڑا ہے اور دوسرا کسی محذور کو لازم نہیں کرتا کیونکہ قدر عبارت ہے صحت فعل اور ترک سے تو اس میں جمیع مقدورات کی ایک ساتھ معلیت لازم نہیں آتی اور یہ ان کے ہاں اس کی مخلوقات ہیں ایک معین حد سے شروع ہوئی ہیں اور کسی حد پر ان کا وقوف نہیں ہے اور یہ عدم وقوف غیر متناہی کو وجود میں داخل ہونے کو لازم نہیں کرتا کیونکہ ان میں سے جو بھی خارج میں موجود ہو گا وہ متناہی ہو گا۔ یہ ان کے ہاں ہے لیکن ہمارے مشرب پر جو محققین صوفیاء کرام اور فلسفہ اولی کے اساطین مشرب ہے تو اس میں اللہ تعالی کی مقدرات اور مخلوقات کے لیے کوئی حد معین نہیں ہے جو اس سے نہ ہونے کے بعد موجود ہوئی ہوں اور عالم جو کہ ماسوی الحق تعالی سے عبارت ہے وہ اس سے قبل وجود خارجی کے لحاظ سے خالص معدوم تھا بلکہ حق تعالی لا بدایہ ازلی سے لانہایت ابدی تک ہمیشہ ہمیشہ خالق اور رزق وغیرہا تھا صفات افعال سرمدی سے اس کا فیضان تھا، اور اس کا عدم وجود ہمیشہ والا تھا اور یہ صرف عدم انقطاع خلق کو لازم کرتا ہے۔ صادرات کے قدم کو لازم کرتا ہے کیونکہ ہر وہ چیز جو سلسلہ قدیمہ ارلعبہ ایجادیہ میں موجود ہوگی تو وہ نہ ہونے کے بعد موجود ہوگی تو ہم واقف نہ ہوں گے۔ کسی جملہ جملات مخلوقات سے جو کہ علت قدیمہ سے صادر ہیں اور وہ علت قدیمہ لابدایہ ازل سے موصوف ہے مگر وہاں یہ کیا جائے گا کہ وہ موجود ہوئی بعد اس کے کہ موجود نہ تھی تو پھر موجودات میں سے کوئی چیز بھی قدیم نہ ہوگی ساتھ قدم ایجاد خلق کے۔ پس خلق قدیم ہے اور مخلوقات حادثہ ہیں ہاں یہ مخلوقات نوع کے لحاظ سے ازلی ہے اس نوع کے لیے جو کہ افراد حادثہ میں محفوظ ہے، کوئی حد نہیں ہے اور وہ نوع افراد کے خارج میں موجود ہونے کے بعد موجود ہوتا ہے اور اس میں اس سے پہلے موجود نہیں ہے اس میں ہم نے اپنی مستقل تصنیف بلیغ کی ہے۔ جس کا نام ہم نے "الجوهر الثمین فی اثبات قدم التکوین" کیونکہ تکوین کو آٹھویں صفت اور قدیمہ

حقیقت کہنا قدرت اور علم کی طرح جیسا کہ ماتریدیہ اس کی طرف گئے ہیں یہ نہیں مگر اس تحقیق پر ہم نے اس پر تصریح کی ہے غیر متناہی عالموں اور جہانوں کے اثبات کی جیسا کہ محققین نے اس کی تصریح کی ہے اور اختلاف ان کے حقائق میں جو کہ لازم کرتا ہے کہ موجودات کے بعد اجناس اور انواع بھی غیر متناہیہ ہیں تو مخلوقات کے طبقوں میں وجود کے اندر غیر متناہیہ طبقات حاصل ہوئے ازل اور ابد کے دونوں طرفوں میں ایک ساتھ تو اللہ تعالیٰ کے مقدورات کو وجود نے ضبط کیا ہے ازل کی طرف سے وجود میں لاتناہی کی وصف پر اور اگرچہ اس کو اس وصف پر ابد کی طرف سے ضبط نہیں کیا اور اس میں کوئی محذور نہیں ہے کیونکہ استمالت کی منشاء جیسا کہ تو نے معلوم کیا ہے وجود میں اجتماع کی وصف ترتب کے ساتھ اور مقدورات اور مخلوقات ازلیہ میں یہ موجود نہیں ہے پھر لاتناہی لایقفی کے معنی کے ساتھ جیسا کہ متکلم نے اس کا مقدورات میں ان کے ابدیت کی جانب میں اقرار کیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ ان کے ازلیت کی جانب میں بھی اس کا اقرار کرے کیونکہ ان کی ازلیت کی صورت میں غیر متناہی کا وجود میں آنا اور ان کے ابدیت میں نہ آنا اس فرق کا پہلے کے محال ہونے اور دوسرے کے محال نہ ہونے میں کوئی اثر نہیں ہے اس کے بعد کہ ان میں وجود میں اجتماع ترتیب کے ساتھ پایا نہیں جاتا جیسا کہ اس کی بسیط شرح مبین اور مبرہن گزر چکی ہے۔

جاری ہے

بقیہ صفحہ ۲۶ سے آگے

کا اظہار عبد کی نعتوں کی بنیادی خصوصیت اور ان کی شاعرانہ شناخت کی ضمانت ہے جس والہانہ انداز میں عبد نے رسالت مآب کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے اسی عقیدت واخلاص کے ساتھ ان نعتوں کا مطالعہ کیا تو یقیناً دل و نگاہ کو نئی تازگی نئی روشنی ملے گی۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد کا یہ گلدستہ حمد و نعت "عرفانِ عبد" نعتیہ ادب میں ایک روح پرور اضافہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ جب بھی جدید نعتیہ شاعری پر کچھ لکھا جائے گا، عبدالرحمٰن عبد کی نعتیہ شاعری کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔